© rasailojaraid.com

بولنے لگا ہے۔ پس جہاں تک اردو زبان کا تعلق ہے اس کا حال بھی یہی ہے کہ چونکہ وہ ہندوستان کے ہر صوبہ اور ہر شہر میں بولی اور سمجھی جاتی ہے اس لئے جو شخص اس زبان میں گفتگو کر رہا ہے آپ اس کو یہ تو ضرور کہتے ہیں کہ وہ ہندوستانی ہے۔ لیکن ہندوستان کے کس صوبہ کا آدمی ہے اس کا تعین محض زبان کی بنیاد پر ہرگز نہیں کر سکتے!!

یہ ایک ایسی صاف اور کھلی حقیقت ہے کہ کوئی ایک فردِ بشر بھی اس سے انکار نہیں کر سکتا۔ لیکن ملک کی تقسیم جن حالات میں ہوئی ان کا لازمی نتیجہ یہی ہو سکتا تھا کہ یہاں کی اکثریت کے دل و دماغ پر جذبات کا استیلاءً ہو جائے اور جب آدمی غصہ میں ہوتا ہے تو وہ کیا کچھ نہیں کرتا۔ اور کیا کچھ نہیں کہہ گزرتا۔ لیکن غصہ۔ اور جذبۂ نفرت و عناد ہنگامی خارجی حالات کا نتیجہ ہوتا ہے کبھی مستقل اور پائیدار نہیں ہو سکتا۔ انسانی فطرت بہر حال ایک مستقل اور پائدار چیز ہے۔ وہ مدھم ہو سکتی ہے۔ غبار آلود ہو سکتی ہے لیکن فنا نہیں ہو سکتی۔ یہی وجہ ہے کہ بڑے بڑے ظالموں اور جفا کاروں کی آنکھوں سے بھی اپنے ہی کشتگانِ ستم کی مظلومیت کو دیکھکر۔ آنسو ٹپک پڑے ہیں اور بے ساختہ منہ سے آہ نکل گئی ہے۔

چنانچہ خدا کا شکر ہے ہمارے ملک کا بھی اب وہ دور ختم ہو رہا ہے۔ اور جذباتِ غصہ و عناد کا پردہ عقل و فہم کے رخِ روشن سے اٹھتا جا رہا ہے۔ انہیں گذشتہ چند مہینوں میں دیکھئے کتنے بڑے بڑے ہندو لیڈروں نے جو اردو کے مخالف سمجھے جاتے تھے اردو کے حق میں کس قدر اچھے اور قابلِ قدر بیانات دیے ہیں اور ہمارے وزیر اعظم جواہر لال نہرو کا تو حال یہ ہے کہ اب فضا کو سازگار پا کر اردو کے متعلق اپنے ذاتی نقطۂ نظر کو جو خود ان کی گورنمنٹ کی پالیسی بھی ہے بار بار زیادہ قوت اور زور کے ساتھ ظاہر کرنا شروع کر دیا ہے حیدرآباد کے ایک پبلک جلسہ میں۔ پھر پارلیمنٹ میں تو وہ کہہ ہی چکے تھے اب حصول آزادی کے بعد یہ پہلا موقع ہے کہ انڈین نیشنل کانگرس کے بھرے اجلاس میں اس کے پلیٹ فارم سے انھوں نے اردو کی نسبت نہایت نرم اور رقیق خیالات کا اظہار کیا ہے۔ ان خیالات کا اظہار جس زبان اور جس لب و لہجہ میں کیا گیا ہے اس میں پہلے کی بہ نسبت جوش و خروش بھی زیادہ ہے اور خلوص بھی زیادہ۔ اس سے امنگ اور ولولہ بھی مترشح ہوتا ہے اور ایک نہایت

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مستحکم عزم اور ارادہ بھی، یہ اس بات کی کھلی دلیل ہے کہ اردو کی نسبت ملک کی فضا سازگار ہوتی جارہی ہے اور اب وہ بات نہیں ہے جو پہلے تھی۔ اس کے علاوہ ایک بات یہ بھی ہے کہ اہلِ ملک آزادی کی نعمت سے جس قدر زیادہ متمتع اور فیضیاب ہوتے جائیں گے اسی قدر ان میں آزاد اور جمہوریت پسند لوگوں کی خو بو زیادہ پیدا ہوتی جائیگی یعنی تنگ نظری کے بجائے وسعتِ خیال، تعصب اور فرقہ پروری کے بجائے رواداری اور وطن پروری کے اوصاف ترقی کرتے جائیں گے۔ اور آخر ایک دن وہ ان اوصاف کے اعتبار سے اسی مقام پر پہنچ جائیں گے جہاں آج امریکہ، فرانس اور برطانیہ ہے ظاہر ہے کہ ڈیڑھ سو برس کی غلامی کا زنگ یکایک دور نہیں ہو سکتا۔ قوموں کی ساخت اور ان کا مزاج جس آب و ہوا میں نشو و نما پاتا اور پختہ ہوتا ہے وہ آب و ہوا برسات کے بادل سے نہیں پیدا ہوتی۔ ایک مدت کے عملِ جذب و انجذاب کے بعد استوار ہوتی ہے۔

لیکن اس موقع پر ہم ایک بات نہایت صفائی سے کہہ دینا چاہتے ہیں اور وہ یہ کہ اردو کو خطرہ نہ حکومت کی طرف سے ہے اور نہ برادرانِ وطن کی طرف سے! اگر خطرہ ہے تو ان مسلمانوں کی طرف سے جو اپنی گذشتہ بے اعتدالیوں کے ردِ عمل کے طور پر بری طرح احساسِ کمتری میں مبتلا ہو گئے ہیں اور جو اپنے اس احساس کو چھپانے کے لئے "زمانہ با تو نسازد تو با زمانہ بساز" کی آڑ لینے کی کوشش کرتے ہیں کل تک یہ لوگ اول درجہ کے فرقہ پرست تھے لیکن آج ان کی قوم پروری اور نیشنلزم کا عالم یہ ہے کہ اردو چونکہ مسلمانوں کی زبان ہے اس لئے اس کی کسی تحریک میں حصہ لینا یا اس سے دلچسپی لینا فرقہ پرستی ہے۔ کسی ایسے ادارہ، اسکول یا انسٹیٹیوشن کی مدد کرنا نیشنلزم کے خلاف ہے جس کے نام سے پہلے اسلامیہ یا مسلم کا لفظ ہو۔ وہ اپنے بچوں کو اب اردو اس لئے نہیں پڑھاتے کہ ان کے بچے نوکریوں سے محروم ہو جائیں گے۔ وہ اپنے بچوں کو اسلامیہ سکولوں میں داخل کرتے ہوئے اس لئے ڈرتے ہیں کہ یہ اسکول فرقہ پرستانہ ہیں اس لئے ان میں تعلیم پا کر ان کی اولاد کا مستقبل روشن نہیں ہو سکتا۔ اس قسم کے مسلمان دس بیس نہیں ہر صوبہ اور ہر شہر میں ہزاروں کی تعداد میں ہیں۔ ان لوگوں کو سمجھنا چاہئے کہ جو شخص خود اپنا احترام نہیں کر سکتا دوسرے بھی اس کی عزت ہرگز نہیں کر سکتے۔ جو لوگ اپنی زبان، اپنا کلچر، اپنی تہذیب و روایات کی متاعِ گراں ارز کو فضا میں سیاہ بادلوں کو اٹھتا ہوا دیکھ کر امواجِ دریا کے سپرد کر دیتے ہیں خود ان کے سفینۂ حیات کا عافیت و سلامتی کے ساحل تک پہنچ جانا معلوم! یہ وہی لوگ ہیں جن کی فطرت کی عکاسی نظیری نے اس بلیغ طریقہ پر کی ہے۔

تو بخویشتن چہ کردی کہ بما کنی نظیری — بخدا کہ واجب آمد ز تو احتراز کردن

© rasailojaraid.com